1 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپورٹس 1966

بھیما جی شنکر کلکرنی

بنام

ڈنڈاپپا ودھاپپا اڈاپڈی ودیگران۔

5 مئی 1965

کے۔سبّاراؤ، راگھوبردیال اور آر۔ایس۔بچاوت، جسٹسز

بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ، 1948 (بمبئی ایکٹ LXVII آف 1948)، دفعہ (1)85۔دیوانی کورٹ کے دائرہ اختیار کو ان معاملات کے سلسلے میں روک دیا گیا ہے جن سے ماملاتدار نمٹنا چاہتے ہیں ۔ایکٹ کے تحت 'محفوظ کرایہ دار' ہونے کا دعوی جس کا فیصلہ مملاتدار کے ذریعے دفعہ (b)70 کے تحت کیا جائے گا-مقدمہ جہاں مدعا علیہ کے تحریری بیان میں اس طرح کا دعوی کیا گیا ہو چاہے وہ دفعہ (1)85 کے تحت ممنوع ہو۔

مدعی-اپیل کنندہ نے رہن کی تلافی پر جائیداد متدعویہ کے قبضے اور اس الزام پر فقرا رہن لینے کے لیے دیوانی عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ مدعا علیہ نمبر 1 رہن دستاویز کے تحت رہن بقایہ دار تھا۔مدعا علیہان نے استدعا کی کہ زیر بحث لین دین پیشگی بٹہ تھا نہ کہ رہن اور یہ کہ وہ بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ، 1948 کے معنی میں "محفوظ" کرایہ دار تھے۔ایکٹ کی دفعہ (b)70 کے تحت یہ فیصلہ کرنا مملاتدار کے فرائض میں سے ایک تھا کہ آیا کوئی شخص 'محفوظ' کرایہ دار ہے یا نہیں۔ایکٹ کی دفعہ (1)85 کے تحت دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کو ان معاملات کے سلسلے میں روک دیا گیا تھا جن کا فیصلہ مملاتدار کو کرنا تھا۔ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ زیر بحث دستاویز ایک جامع دستاویز ہے جس میں رہن اور لیز شامل ہے، کہ رہن کی ادائیگی کے بعد رہن کا قرض چھڑایا گیا ہے، اور یہ کہ مدعی کو ریونیو عدالتوں میں اپنے قبضے کا علاج حاصل کرنے کی آزادی ہے۔پہلی اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ دیوانی عدالت کے پاس اس بات کا تعین کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے کہ آیا مدعا علیہ نمبر 1 قبضے میں رہن دار تھا یا کرایہ دار، لیکن ٹرائل کورٹ کے اس نتیجے کی تصدیق کی کہ رہن کا قرض چھڑایا گیا ہے۔ہائی کورٹ نے مدعی کی دوسری اپیل میں فیصلہ دیا کہ نچلی اپیلٹ عدالت نے صحیح طور پر یہ فیصلہ دیا ہے کہ دیوانی کورٹ کو فریقین کے درمیان انجام دی گئی دستاویز کی

تشریح کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، اس لیے دستاویز کو رہن کے طور پر استعمال کرنے والے کھاتوں کو نہیں لینا چاہیے تھا۔ اس نے ٹرائل کورٹ سے کہا کہ وہ اس معاملے کو لین دین کی نوعیت کے حوالے کرے۔ مدعی نے لیٹرز پیٹنٹ اپیل دائر کی اور وہ بھی ناکام ہونے کے بعد، اس نے خصوصی اجازت کے ذریعے سپریم کورٹ میں اپیل کی۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ دیوانی عدالت کا دائرہ اختیار شکایت میں لگائے گئے الزامات پر منحصر ہے اور تحریری بیان میں یہ درخواست کہ مدعا علیہان 'محفوظ' کرایہ دار تھے، دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کو ختم نہیں کرتی۔

منعقد: (i) قانون کے تحت مملا تدار کے پاس کرایہ دار کے خلاف زرعی زمینوں پر قبضے کے لیے زمیندار کی درخواست پر غور کرنے کا خصوصی دائرہ اختیار ہے، اور دیوانی عدالت کے پاس یہ دائرہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کرایہ دار کے خلاف زرعی زمینوں پر قبضے کے لیے زمیندار کے مقدمے کی سماعت کرے۔ مملا تدار کے پاس یہ دائرہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی زمیندار کی طرف سے کسی خلاف ورزی کرنے والے سے زرعی زمینوں کے قبضے کی وصولی کے لیے یا رہن کی تلافی پر رہن دار سے مقدمہ چلائے، اور دیوانی عدالت کو اس طرح کے مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ لیکن اگر مقدمے کا مدعا علیہ استدعا کرتا ہے کہ وہ کرایہ دار ہے اور کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ ایسا کرایہ دار ہے، تو عدالت کو اس معاملے کو تعین کے لیے مملا تدار کے پاس بھیجنا چاہیے اور اس طرح کے تعین کے لیے مقدمے کو روکنا چاہیے، اور مملا تدار کے اس معاملے کا فیصلہ کرنے کے بعد، عدالت مملا تدار کے فیصلے کی روشنی میں مقدمہ نمٹ سکتی ہے۔ (149E-H)

ڈونڈی ٹکارام بنام ہری دادو، آئی ایل آر 1953 بمبئی 969، منظور شدہ۔

مڈوگیری رنگیا بنام ایم رنگیا، آئی ایل آر 1959 میسور، 420، ممتاز۔

(ii) ہائی کورٹ کے پاس دائرہ اختیار تھا کہ وہ ٹرائل کورٹ کے اس نتیجے کو کالعدم قرار دے کہ مدعی کی طرف سے مدعا علیہان کو کچھ بھی واجب الادا نہیں تھا۔ پہلی اپیلٹ عدالت نے متضاد نتائج دیے تھے۔ ہائی کورٹ کے پاس اس سے پیدا ہونے والی غلطی کو درست کرنے کا کافی اختیار تھا۔ (152D-E)

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار: 1963 کی دیوانی اپیل نمبر 270۔

1956 کی دوسری اپیل (B) نمبر 184 میں میسور ہائی کورٹ کے 7 دسمبر 1959 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزار کی طرف سے ایس۔ جی۔ پٹوردھن، ایس۔ این۔ پرساد، جے۔ بی۔ دادا چنجی۔

آر گوپال کرشنن، جواب دہندگان کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

بچاوت، جسٹس۔19 اپریل 1951 کو، مدعی-اپیل کنندہ نے باگل کوٹ میں سیکنڈ جوائنٹ دیوانی جج، جونیئر ڈویژن کی عدالت میں ایک مقدمہ دائر کیا، جس میں رہن کی تلافی پر جایداد متدعویہ کے قبضے اور اس الزام پر حساب لینے کے لیے کہ مدعا علیہ نمبر 1، 28 جون 1945 (Ex.43) کے رہن دستاویز کے تحت سود مندر رہن دار تھا۔ مدعا علیہان نے استدعا کی کہ 28 جون 1945 کا لین دین ایک پیشگی لیز تھا نہ کہ رہن، اور وہ بمبئی کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ، 1948 (بمبئی ایکٹ LXVII آف 1948) کے معنی میں 'محفوظ' کرایہ دار تھے جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے۔ 4 مارچ 1953 کو ٹرائل کورٹ نے مندرجہ ذیل حکم نامہ منظور کیا:

"10. (A) دستاویز نمائش 43 ایک جامع دستاویز ہے جس میں رہن اور لیز شامل ہیں۔ رہن کے قرض کا حساب لینے پر، یہ پایا جاتا ہے کہ مدعی نے مقدمے کی تاریخ پر مدعا علیہان کا کچھ بھی مقروض نہیں تھا۔ رہن مکمل طور پر چھڑایا ہوا ہے۔

(B) مدعی کو ریونیو عدالتوں میں مقدمے کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے لیے اپنا علاج طلب کرنے کی آزادی ہے۔

(C) مدعی مدعا علیہان سے مقدمے کے آدھے اخراجات وصول کرے گا اور مدعا علیہان اپنا خرچ خود برداشت کریں گے۔

15" اپریل 1953 کو مدعی نے بیجاپور میں اسسٹنٹ جج کی عدالت میں اپیل دائر کی، اور مدعا علیہان نے مختلف اعتراضات دائر کیے۔ 5 جولائی 1955 کو، پہلی اپیلٹ عدالت نے فیصلہ دیا کہ دیوانی عدالت کے پاس اس بات کا تعین کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے کہ آیا مدعا علیہ نمبر 1 قبضے میں رہن دار تھا یا کرایہ دار، اور مندرجہ ذیل فرمان منظور کیا:

"اپیل کی جزوی طور پر اجازت ہے۔ فاضل ٹرائل جج کا یہ فرمان کہ مدعی کی طرف سے مقدمے کی تاریخ پر لین دین (نمائش 43) کے تحت مدعا علیہان کو کچھ بھی واجب الادا نہیں ہے اور مدعی کو ریونیو عدالت میں مقدمے کی زمین پر قبضہ کرنے کے لیے اپنا علاج طلب کرنے کی آزادی ہے، اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ باقی فرمان یعنی کہ دستاویز (نمائش 43) ایک جامع دستاویز ہے جس میں رہن اور لیز کو دکھایا گیا ہے اور اخراجات کے بارے میں الگ رکھا گیا ہے۔ اس کے بجائے یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ ریکارڈ اور کارروائی

ٹرائل کورٹ میں واپس جائے جو ریکارڈ کے بعد مدعی کو تین ماہ کا وقت دے اور کارروائی کرایہ دار عدالت میں مناسب کارروائی دائر کرنے کے لیے اس تک پہنچے تاکہ اس بات کا تعین کیا جاسکے کہ مدعا علیہ 1 کرایہ دار ہے یا نہیں۔ اگر مدعی ٹرائل کورٹ کی طرف سے اجازت شدہ وقت کے اندران کارروائیوں کو شروع نہیں کرتا ہے، تو مدعی کا قبضہ وغیرہ کا مقدمہ خارج کر دیا جانا چاہیے، جس میں فریقین کو اپنے اخراجات خود برداشت کرنے کا حکم دیا جائے۔ اگر مدعی کرایہ داری عدالت میں کارروائی شروع کرتا ہے، تو ٹرائل کورٹ کو مذکورہ ٹریبونل کے حتمی فیصلے کا انتظار کرنا چاہیے۔ اگر کرایہ دار عدالت کی طرف سے یہ فیصلہ دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ 1 کرایہ دار نہیں ہے، تو ٹرائل کورٹ کو مدعا علیہان سے مدعی کو مقدمے کی زمینوں پر قبضہ کرنے کا حکم نامہ منظور کرنے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے اور مقدمے کی تاریخ سے لے کر قبضے کی فراہمی تک اپنے منافع کی تحقیقات کا حکم دینا چاہیے اور مقدمے کے فریقین کے درمیان اخراجات کے سوال پر دوبارہ غور کرنا چاہیے۔

یکم اکتوبر 1955 کو مدعی نے میسور کی ہائی کورٹ میں دوسری اپیل دائر کی۔ 7 دسمبر 1959 کو ہائی کورٹ نے دوسری اپیل مسترد کر دی۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا:

"نچلی اپیلٹ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اسے اس دستاویز کی تشریح کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، اس دستاویز کو رہن مانتے ہوئے اکاؤنٹس نہیں لینا چاہیے تھے۔ اس لیے میں اسسٹنٹ جج کے اس فیصلے کو مسترد کرتا ہوں۔ میں اسسٹنٹ جج کے اس نتیجے کی تصدیق کرتا ہوں کہ دیوانی عدالت کو دستاویز کی تشریح کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، Ex.43 ظاہر کریں کہ آیا یہ رہن ہے یا لیز۔ لہٰذا یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ ریکارڈ ٹرائل کورٹ میں واپس جائے جو اس معاملے کو مملا تدار کے پاس بھیجے کہ آیا مدعا علیہ 28 جون 1945 کی نمائش 43 کے تحت کرایہ دار ہے اور اگر یہ مانا جاتا ہے کہ مدعا علیہ کرایہ دار نہیں ہے تو ٹرائل کورٹ میرٹ پر مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لیے آگے بڑھے گی۔ اگر یہ مانا جائے کہ مدعا علیہ کرایہ دار ہے اور اس لیے کرایہ دار ہے، تو مقدمہ خارج کر دیا جائے گا۔ نتیجتاً، اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔"

اس حکم نامے پر نظر ثانی اور لیٹرز پیٹنٹ اپیل دائر کرنے کی اجازت کے لیے مدعی کی طرف سے بعد کی درخواستیں 14 اپریل 1960 کو مسترد کر دی گئیں۔ مدعی اب خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں اپیل کرتا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے، مسٹر پٹوردھن نے دعویٰ کیا کہ دیوانی کورٹ کا دائرہ اختیار مدعی میں لگائے گئے الزامات پر منحصر ہے، دیوانی عدالت کو رہن کی تلافی پر زرعی زمینوں کے قبضے کی بازیابی کے لیے مقدمہ

چلانے کا مکمل دائرہ اختیار ہے اور مملا تدار کو اس طرح کے مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، تحریری بیان میں یہ استدعا کہ مدعا علیہان محفوظ کرایہ دار تھے، اس مقدمے کی سماعت کے لیے دیوانی عدالت کے دائرہ اختیار کو خارج نہیں کیا گیا اور سول کورٹ کو مدعا علیہان کو گروی رکھنے والے یا محفوظ کرایہ دار تھے، اس معاملے کو مملا تدار کو بھیجنے کے بجائے اس اتفاقی معاملے کی سماعت اور فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔ جواب دہندگان کی جانب سے، مسٹر گوپال کرشنن نے ان دلائل سے اختلاف کیا، اور دلیل دی کہ ہائی کورٹ نے صحیح طور پر اس معاملے کو مملا تدار کے فیصلے کے لیے بھیجا ہے۔

سوٹ اراضی بامبے کرایہ داری اور زرعی اراضی ایکٹ، 1948 کے معنی میں زرعی اراضی ہیں۔ یہ ایکٹ زرعی زمینوں کے کرایہ داری سے متعلق قانون میں ترمیم کرنے اور ان زمینوں کے حوالے سے کچھ دیگر دفعات بنانے کے مقصد سے منظور کیا گیا تھا، جیسا کہ ایکٹ کے دفعہ (8)2 میں بیان کیا گیا ہے، زمین زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی زمین کا احاطہ کرتی ہے جس میں وہ جگہ بھی شامل ہے جس پر کاشتکاروں کے قبضے میں رہائشی مکانات ہیں۔ دفعہ (A)(10)4,2 اور (A)4 بالترتیب "مستقل کرایہ دار"، "کرایہ دار" اور "محفوظ کرایہ دار" کی وضاحت کرتے ہیں۔ دفعہ (2)29 میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی زمیندار کسی کرایہ دار کے زیر قبضہ کسی بھی زمین یا رہائشی مکان کا قبضہ حاصل نہیں کرے گا سوائے مملا تدار کے حکم کے، اور اس طرح کا حکم حاصل کرنے کے لیے اسے ایک مخصوص وقت کے اندر مقررہ فارم میں درخواست دینی ہوگی۔ دفعہ (4)29 کے مطابق، ذیلی دفعہ (2) کی دفعات کے علاوہ کسی بھی زمین یا رہائشی مکان پر قبضہ کرنے والا زمیندار فصلوں کی ضبطی، جرمانے اور اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ دفعہ (b)70 میں کہا گیا ہے کہ ایکٹ کے مقاصد کے لیے، مملا تدار کے ذریعے انجام دیے جانے والے فرائض اور افعال میں سے ایک یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا کوئی شخص کرایہ دار ہے یا محفوظ کرایہ دار یا مستقل کرایہ دار۔" دفعہ (1)85 میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی دیوانی عدالت کو کسی بھی ایسے سوال کو حل کرنے، فیصلہ کرنے یا اس سے نمٹنے کا دائرہ اختیار نہیں ہوگا جو ایکٹ کے ذریعے مملا تدار کے ذریعے طے کرنے، فیصلہ کرنے یا اس سے نمٹنے کے لیے ضروری ہو۔ دفعہ 85A میں لکھا ہے:

"(1)۔85A اگر کسی دیوانی عدالت میں دائر کیے گئے کسی مقدمے میں کوئی ایسے مسائل شامل ہیں جن کو اس ایکٹ کے تحت ایسے مسائل کو حل کرنے، فیصلہ کرنے یا ان سے نمٹنے کے لیے کسی مجاز اتھارٹی کے ذریعے حل کرنے، فیصلہ کرنے یا ان سے نمٹنے کی ضرورت ہے (جسے اس کے بعد 'مجاز اتھارٹی' کہا گیا ہے) تو دیوانی عدالت اس مقدمے پر روک لگائے گی اور ایسے مسائل کو تعین کے لیے اس طرح کے مجاز اتھارٹی کو

بھیجے گی۔

(2) دیوانی عدالت سے اس طرح کا حوالہ موصول ہونے پر، مجاز اتھارٹی اس ایکٹ کی دفعات کے مطابق ایسے مسائل سے نمٹے گی اور فیصلہ کرے گی اور اپنے فیصلے کو دیوانی عدالت کو آگاہ کرے گی اور اس کے بعد ایسی عدالت اس پر لاگو طریقہ کار کے مطابق مقدمہ نمٹائے گی۔

وضاحت؛ اس دفعہ کے مقصد کے لیے ایک دیوانی عدالت میں مملا تدار کورٹ ایکٹ، 1906 کے تحت تشکیل شدہ مملا تدار کی عدالت شامل ہوگی۔

زرعی زمینوں پر قبضہ کرنے کے لیے زمین کے مالک کے مقدمات اور کارروائی کے حوالے سے، ایکٹ کی دفعہ 29، 70، 85 اور 85A کا مشترکہ اثر مندرجہ ذیل ہے: مملا تدار کے پاس کرایہ دار کے خلاف زرعی زمینوں پر قبضے کے لیے زمیندار کی درخواست پر غور کرنے کا خصوصی دائرہ اختیار ہے، اور دیوانی عدالت کے پاس زرعی زمینوں پر قبضے کے لیے کرایہ دار کے خلاف زمیندار کے مقدمے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ مملا تدار کے پاس کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی زمیندار کی طرف سے کسی خلاف ورزی کرنے والے سے زرعی زمینوں کے قبضے کی وصولی کے لیے یا رہن کی تلافی پر رہن رکھنے والے سے مقدمہ چلائے، او دیوانی عدالت کو اس طرح کے مقدمے کی سماعت کرنے کا دائرہ اختیار ہے۔ لیکن اگر مقدمے کا مدعا علیہ استدعا کرتا ہے کہ وہ کرایہ دار ہے یا محفوظ کرایہ دار یا مستقل کرایہ دار ہے اور کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ ایسا کرایہ دار ہے، تو عدالت کو اس معاملے کو تعین کے لیے مملا تدار کے پاس بھیجنا چاہیے، اور اس طرح کے عزم کے زیر التواء مقدمے پر روک لگانی چاہیے، اور مملا تدار کے فیصلے کے بعد، عدالت مملا تدار کے فیصلے کی روشنی میں مقدمہ نمٹ سکتی ہے۔

دفعہ 85A، 1956 کے بمبئی ایکٹ XIII کے ذریعے متعارف کرائی گئی تھی، جو اس معاملے میں دوسری اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران 23 مارچ 1956 کو نافذ ہوئی تھی۔ جس مقدمے میں یہ اپیل اٹھتی ہے وہ قانون کے تحت چلایا جاتا تھا جیسا کہ یہ دفعہ 85A کے تعارف سے پہلے تھا۔ لیکن دفعہ 85A سے آزادانہ طور پر اور اس کے نافذ ہونے سے پہلے، ڈونڈی تکرام ہری دادو میں بمبئی ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ایکٹ کی دیگر دفعات کی روشنی میں پڑھے جانے والے دفعہ 70(b) اور 85 کا اثر یہ تھا کہ اگر مدعا علیہ کے خلاف دائر مقدمے میں اس بنیاد پر کہ وہ ایک خلاف ورزی کرنے والا ہے، وہ یہ عرضی اٹھاتا ہے کہ وہ ایک کرایہ دار یا محفوظ کرایہ دار ہے تو دیوانی عدالت کو عرضی پر غور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا، اور مناسب طریقہ کار یہ تھا کہ اس معاملے کو اس کے فیصلے کے لیے مملا تدار کے پاس بھیجا جائے اور 'مقدمے کو فوراً مسترد'

نہ کیا جائے۔عدالت نے مشاہدہ کیا:

"لہذا، ہم یہ مانتے ہیں کہ مدعا علیہ کے خلاف اس بنیاد پر دائر مقدمے میں کہ وہ ایک خلاف ورزی کرنے والا ہے اگر وہ یہ عرضی اٹھاتا ہے کہ وہ کرایہ دار یا محفوظ کرایہ دار ہے، تو دیوانی عدالت کو اس عرضی سے نمٹنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہوگا۔ تاہم، ہم یہ بھی شامل کرنا چاہیں گے کہ ایسے تمام معاملات میں جہاں دیوانی عدالت عرضی پر غور نہیں کر سکتی اور اس اعتراض کو قبول کرتی ہے کہ اس پر مقدمہ چلانے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، اسے مقدمے کو براہ راست مسترد کرنے کے لیے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے معاملات میں اپنانے کا مناسب طریقہ کار یہ ہوگا کہ اس طرح کی درخواست اٹھانے والی فریق کو ہدایت کی جائے کہ وہ مملا تدار سے معقول وقت کے اندر فیصلہ حاصل کرے۔ اگر مملا تدار کا فیصلہ عرضی اٹھانے والے فریق کے حق میں ہے تو قبضہ کا مقدمہ خارج کرنا پڑے گا، کیونکہ یہ دیوانی عدالت کے لیے کھلا نہیں ہوگا کہ وہ زرعی زمین پر قبضہ کر کے زمیندار کو کوئی راحت دے۔ اگر، دوسری طرف، مملا تدار کرایہ داری قانون کے تحت اٹھائی گئی درخواست کو مسترد کرتا ہے، تو سول کورٹ اس تنازعہ سے اس بنیاد پر نمٹنے کی حقدار ہوگی کہ مدعا علیہ ایک خلاف ورزی کرنے والا ہے۔

ڈونڈی ٹکارام کے معاملے میں عدالت نے امید ظاہر کی کہ مقنّنہ ایکٹ میں مناسب ترامیم کرے گی۔ بمبئی مقنّنہ نے اس فیصلے کی منظوری دی، اور **1956** کے ترمیم شدہ بمبئی ایکٹ **XIII** کے ذریعے دفعہ **85A** متعارف کروا کر اس پر عمل درآمد کیا۔ دفعہ **85A** اس مفروضے پر آگے بڑھتا ہے کہ اگرچہ دیوانی عدالت کو کسی مقدمے کی سماعت کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے، لیکن اس کے پاس مقدمے میں پیدا ہونے والے کسی مسئلے کی سماعت کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہوگا، اگر اس مسئلے کو قانون کے تحت مملا تدار یا دیگر مجاز اتھارٹی کے ذریعے حل کرنے، فیصلہ کرنے یا اس سے نمٹنے کی ضرورت ہے، اور اس مفروضے پر، دفعہ **85A** اس مسئلے کو اپنے فیصلے کے لیے مملا تدار کے حوالے کرنے کے لیے مناسب مشینری فراہم کرتا ہے۔ اب، مملا تدار کے پاس دفعہ **70** کے تحت دائرہ اختیار ہے کہ وہ "اس ایکٹ کے مقاصد کے لیے" اس میں بیان کردہ متعدد مسائل کا فیصلہ کرے، اور دفعہ **85A** کے متعارف ہونے سے پہلے، یہ ایک قابل بحث نقطہ تھا کہ آیا "اس ایکٹ کے مقاصد کے لیے" کے اظہار کا مطلب یہ تھا کہ مملا تدار کو ان مسائل کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار صرف ایکٹ کی کسی مخصوص شق کے تحت ان کے سامنے کی کسی کارروائی میں تھا، یا آیا ان مسائل کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار اس کے پاس تھا حالانکہ وہ کسی دیوانی عدالت کے ذریعے مناسب طور پر قابل شناخت مقدمے میں فیصلے کے لیے پیدا ہوئے تھے، تا کہ سول کورٹ کا دائرہ اختیار مقدمہ میں ان

مسائل کی سماعت کے لیے دفعہ 85 کے ذریعے چھین لیا گیا۔ دفعہ 70 کے ساتھ پڑھیں، ڈونڈی ٹکارام کے معاملے نے اس نکتے کو حل کیا، اور کہا کہ مملا تدار کا خصوصی دائرہ اختیار تھا۔ نتیجہ کچھ حد تک چونکا دینے والا تھا، کیونکہ عام طور پر دیوانی عدالت کے پاس دائرہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ کسی مقدمے میں پیدا ہونے والے تمام مسائل کی سماعت کرے جو اس کے ذریعہ مناسب طریقے سے قابل شناخت ہو۔ لیکن اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ بمبئی مقننہ نے ڈونڈی تکارم کے معاملے کی منظوری دی اور دفعہ 85A متعارف کروا کر اسے نافذ کیا، ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ اس فیصلے نے قانون کی صحیح تشریح کی جیسا کہ دفعہ 85A کے نفاذ سے پہلے تھا۔ اس کے بعد دفعہ 85A سے آزادانہ طور پر اور قانون کے تحت جیسا کہ دفعہ 85A کے نافذ ہونے سے پہلے تھا، نیچے دی گئی عدالتیں اس معاملے کے فیصلے کا حوالہ مملا تدار کو دینے کی پابند تھیں کہ آیا مدعا علیہ کرایہ دار ہے یا نہیں۔

مڈو گیری رنگیا بنام ایم رنگیا میں، مدعی نے اس اعلان کے لیے مقدمہ دائر کیا کہ وہ جایداد مالکہ زمین میں کدم کرایہ دار ہے اور مدعا علیہ کو اس کے قبضے میں مداخلت کرنے سے روکنے کے لیے مستقل حکم امتناع کی دعا کی۔ مدعی اور مدعا علیہ دونوں نے ایک ہی زمیندار کے تحت کرایہ دار ہونے کا دعوی کیا۔ مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ میسور کرایہ داری ایکٹ (میسور ایکٹ نمبر XIII آف 1952) کی دفعہ 46 کے پیش نظر یہ مقدمہ دیوانی عدالت میں قابل سماعت نہیں ہے۔ نہیں۔ ۔میسور ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ املدار کا دائرہ اختیار میسور کرایہ داری ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت پیدا ہونے والے مقدمات تک محدود ہے، اور ایکٹ کے دفعہ 32 کے تحت جو فیصلے دینے کی ضرورت ہے وہ "ایکٹ کے مقاصد کے لیے" تھے اور مذکورہ مقدمہ ایکٹ کی کسی بھی دفعات کے تحت پیدا نہیں ہوا تھا اور اس لیے دیوانی عدالت کا دائرہ اختیار تھا کہ وہ مقدمے میں تنازعہ کے تمام نکات بشمول کرایہ داری کے سوال کا فیصلہ کرے اور ایکٹ میں کوئی شق یہ نہیں تھی کہ دیوانی عدالت کو ایکٹ کے دفعہ 32 کے تحت آنے والے کسی بھی سوال کے تعین سے متعلق دیوانی کارروائی کی کوشش کرنے کا حق حاصل نہیں تھا، حالانکہ املدار ان سوالات کو حل کرنے، فیصلہ کرنے اور ان سے نمٹنے کا مجاز اتھارٹی تھا، اگر وہ ایکٹ کے تحت کارروائی میں پیدا ہوئے تھے۔ میسور ایکٹ کے دفعہ 32 اور 46 بمبئی ایکٹ کے دفعہ 70 اور 85 سے ملتے جلتے ہیں، لیکن میسور ایکٹ کی اسکیم اور قانون سازی کی تاریخ اور بمبئی ایکٹ کے درمیان فرق کے بہت سے نکات ہیں۔ میسور ہائی کورٹ نے ڈونڈی تکارام کے معاملے پر غور کیا، اور دونوں قوانین کے درمیان فرق کے کچھ نکات کو بھی نوٹ کیا۔ فوری معاملے میں، میسور ایکٹ کی دفعہ 32، 46 اور دیگر دفعات کی تشریح کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے، اور ہم اس پر کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے

ہیں۔ مڈو گیری رنگیا کے
معاملے میں فیصلے کی درستگی یا بصورت دیگر کسی بھی طرح سے کسی رائے کا اظہار کرنے کے لیے ہمیں نہیں لیا جانا چاہیے۔

مسٹر پٹور دھن نے یہ بھی دلیل دی کہ مدعی کی طرف سے پیش کی گئی دوسری اپیل میں ہائی کورٹ کو اپیل کنندہ کے حق میں دی گئی پہلی اپیلٹ عدالت کے فیصلے کو کالعدم قرار دینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، یعنی یہ نتیجہ کہ "مدعی کی طرف سے مدعا علیہان کو لین دین کے تحت کچھ بھی واجب الادا نہیں ہے، نمائش 43"۔اس دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ پہلی اپیلٹ عدالت نے متضاد نتائج درج کیے۔ یہ مؤقف اختیار کرنے کے بعد کہ دیوانی عدالت کے پاس اس بات کا تعین کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے کہ آیا مدعا علیہ نمبر 1 قبضے میں رہن دار تھا یا کرایہ دار، نچلی اپیلٹ عدالت کو ملا تدار کے اس سوال کے فیصلے تک مقدمے پر روک لگانی چاہیے تھی، اور جب تک ایسا فیصلہ نہیں دیا جاتا، عدالت اس بنیاد پر آگے نہیں بڑھ سکتی کہ نمائش 43 کے ذریعے ثبوت کردہ لین دین رہن تھا اور مدعا علیہ نمبر۔ 1 میں ایک رہن دار تھا اور میرا مؤقف ہے کہ مدعی کی طرف سے لین دین کے تحت مدعا علیہان کو کچھ بھی واجب الادا نہیں تھا۔ ہائی کورٹ کے پاس اس غلطی کو درست کرنے اور مدعی کی طرف سے دائر اپیل میں اس متضاد نتیجے کو کالعدم قرار دینے کا کافی اختیار تھا، حالانکہ مدعا علیہان نے کوئی اپیل یا کراس اعتراضات دائر نہیں کیے تھے۔

نتیجے میں، اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔